تقریر

تقریر بابت قرآن کریم
وقت 5-7 منٹ

قرآن عظیم میں اعداد کا استعمال

(غیر معین گنتی کے لئے استعمال ہونے والے الفاظ)

(تقریر نمبر 15)

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔وَالضُّحٰی ۙ وَالَّیۡلِ اِذَا سَجٰی ۙ مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی ؕ وَلَلۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ لَّکَ مِنَ الۡاُوۡلٰی ؕ (الضُّحٰی:1-5)

کہ قَسم ہے دن کی جب وہ خوب روشن ہوچکا ہو اور رات کی جب وہ خوب تاریک ہو جائے۔ تجھے تیرے ربّ نے نہ چھوڑا ہے اور نہ نفرت کی ہے اور یقیناً آخرت تیرے لئے (ہر) پہلی (حالت) سے بہتر ہے۔

جو ہو مفید لینا جو بد ہو اس سے بچنا
عقل و خرد یہی ہے فہم و ذکا یہی ہے
ملتی ہے بادشاہی اِس دیں سے آسمانی
اے طالبانِ دولت ظلِّ ہُما یہی ہے

(درثمین)

معزز سامعین! قرآن عظیم میں اللہ تعالیٰ نے جو اعداد اور ہندسوں کو استعمال کیا ہے۔اُن پر گزشتہ 14 تقاریر میں سیر حاصل بحث کر آئے ہیں۔ آج آخری تقریر میں بعض ایسے الفاظ آپ سامعین کے سامنے رکھوں گا جن سے بظاہر کسی عدد کی طرف اشارہ نہیں ہوتا لیکن درحقیقت وہ اعداد کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔اِن میں سے بعض الفاظ کا ذکر خاکسار گزشتہ تقاریر میں کر آیا ہے۔ جیسے اَلسَّاعَۃُ۔ جس کے معنی گھڑی، معیّن گھڑی، لمحہ، وقت، وقت بتانے والی گھڑی وغیرہ وغیرہ۔اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں اس لفظ کو 48 مقامات پر مختلف حیثیتوں میں استعمال فرمایا ہے جیسے سَاعَۃً بَغۡتَۃً (سورۃ الانعام:32)۔ اللہ تعالیٰ نے اَلسَّاعَۃ کا لفظ اکثر آخرت کے لیے، قیامت کے لیے یا اچانک عذاب کے لیے استعمال کیا ہے۔ جس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔سورۃ القمر آیت 2 میں اِقۡتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانۡشَقَّ الۡقَمَرُ میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ عرب کی تباہی کی گھڑی آگئی ہے اور چاند پھٹ گیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اس آیت کے تحت فٹ نوٹ میں تحریر فرماتے ہیں:

”عربوں کے نزدیک چاند، عرب حکومت کا نشان تھا۔ چنانچہ یہود بھی یقین رکھتے تھے۔ حضرت صفیہؓ جو ایک یہودی سردار کی بیٹی تھیں اور بعد میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں داخل ہوئیں۔انہوں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ ان کی گود میں چاند آگرا ہے۔ان کی والدہ نے اس خواب سے ہی استدلال کیا کہ تو بادشاہِ وقت سے شادی کرنا چاہتی ہے (اسد الغابہ) پس چاند پھٹنے اور عرب کی تباہی آجانے کے ایک معنے یہ ہیں کہ سَاعَۃ یعنی عرب کی تباہی کی ساعت آگئی ہے اور چاند یعنی عرب کی حکومت کا عروج پاش پاش ہوگیا ہے۔ مفسّرین نے غلطی سے اس کے یہ معنی کیے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ یہ معجزہ دکھایا تھا کہ چاند کی طرف اشارہ کیا تو وہ حقیقتاً جسمانی طور پر پھٹ کر دو ٹکڑے ہوگیا (فتح البیان) حالانکہ یہ غلط ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو عرب کے سب حصّوں میں اور دنیا کے سب حصوں میں ایسا نظر آتا بلکہ نظام شمسی کے لیے مہلک ثابت ہوتا۔کیونکہ وہ اسی صورت میں قائم رہ سکتا ہے جبکہ اس کے سب سیارے اپنی اپنی جگہ پر ٹھیک رہیں۔ پھر کسی

صحابیؓ نے بھی جو اس وقت اس مجلس میں ہو یا مکّہ یا عرب کے کسی اَور مقام پر ہو اس کی شہادت نہیں دی کہ چاند جسمانی طور پر پھٹ گیا تھا۔ علاوہ ازیں چاند کے جسمانی طور پر پھٹنے کا قیامت سے کوئی تعلق نہیں۔"

سامعین! گھڑی کی بات چلی ہے تو وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی (الضحیٰ:5) جس کا ترجمہ حضرت مصلح موعودؓ نے یہ کیا ہے کہ

"اے محمدؐ! تیری ہر پیچھے آنے والی گھڑی پہلی سے بہتر ہوتی ہے۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے تعارف سورۃ الضُّحیٰ میں تحریر فرمایا ہے کہ

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے یہ فرمایا گیا ہے کہ سخت اندھیروں اور مشکلات کے وقت میں اللہ تعالیٰ تجھے اکیلا نہیں چھوڑے گا اور تیری ہر بعد میں آنے والی گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر ہوگی اور پھر یہ خوشخبری ہے کہ تجھے اللہ تعالیٰ بہت کچھ عطا فرمائے گا۔"

(ترجمۃ القرآن از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 1181)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے اِس آیت کی تفسیر و تشریح میں فرمایا کہ:

"(وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی) آیتِ شریف میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی یَوْمًا فَیَوْماً سَاعَۃً بَعْدَ سَاعَۃٍ ہر آن لا انتہاء ترقیات کا ذکر ہے۔ ہر اگلا قدم آپؐ کے پچھلے قدم سے بڑھ کر ہے۔ اُمّت کے جس قدر حسنات ہیں۔ جس قدر درود شریف دنیا میں آپؐ پر پڑھا جا رہا ہے۔ کسی دوسرے بانیٔ مذہب کے لیے اِس قدر دعائیں نہیں کی جاتیں۔"

(حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 405)

حِیْنٍ:

سامعین! اللہ تعالیٰ نے حِیْنٍ کا لفظ بھی وقت ناپنے کے لئے 34 مقامات پر استعمال فرمایا ہے۔ یہ لفظ غیر معمولی وقت کی مدّت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اِس کے معنی وقت، زمانہ اور عرصہ کے ہیں اُردو میں حینِ حیات کا محاورہ استعمال ہوتا ہے کہ عمر بھر یا جب تک زندگی ہے۔ وہ کم بھی ہو سکتی ہے اور زیادہ بھی۔ اللہ تعالیٰ نے اکثر جگہوں پر حِیْنٍ کے لفظ کو مَتَاعٌ کے لفظ کے ساتھ استعمال فرمایا ہے۔ جیسے فرمایا مَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ (سورۃ البقرہ:37) کہ ایک مخصوص وقت تک انہیں فائدہ ہوگا۔

حِیْنٍ لفظ کے معنی سورۃ المؤمنون آیت 55 میں زیادہ کھل کر بیان ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ

کہ انہیں اُن کی جہالت میں کچھ مدّت کے لیے چھوڑ دے۔

کَآفَّۃً:

گنتی کرنے کے لیے ایک لفظ قرآن کریم نے کَآفَّۃً کا استعمال فرمایا ہے۔ جس کے معنی تمام کے تمام لوگ یا کوئی چیز مراد ہے۔ کَآفَّۃً، کَفّ سے ہے اور کَفَّ الشَّیئَ کے یہ معنٰی ہوتے ہیں کہ کسی چیز کو اِس طرح جمع کیا جائے کہ اس کا کوئی حِصّہ باہر نہ رہے۔ (اقرب)۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ (یعنی تمام بنی نوع انسان) کی طرف بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے۔ (سورۃ السبا:29)۔ سورۃ التوبہ میں تین مقامات پر کَآفَّۃً کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اِن میں سے ایک آیت 122 میں ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔

"مؤمنوں کے لیے ممکن نہ تھا کہ وہ سب کے سب (اکٹھے ہو کر تعلیم دین کے لیے) نکل پڑیں۔ پس کیوں نہ ہُوا کہ اُن کی جماعت میں سے ایک گروہ نکل پڑتا۔ تاکہ وہ دین پوری طرح سیکھتے اور اپنی قوم کو واپس لوٹ کر (بے دینی سے) ہوشیار کرتے تاکہ وہ (گمراہی سے) ڈرنے لگیں۔"

اس آیت میں کمال حکمت سے اللہ تعالیٰ نے دعوت الی اللہ، تبلیغ اور تفقّہ فی الدین کے حصول کی طرف توجہ دلائی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے نزدیک جماعت کا ہر فرد، ہر وقت امام کے ارد گرد نہیں رہ سکتا۔ اُس کی کئی مجبوریاں ہیں۔ اس لیے تفقّہ فی الدین حاصل کریں اور اپنی قوم کے پاس واپس جا کر دینی تعلیم دیں۔ اُن کو ڈرائیں، اُن میں خوف وخشیت پیدا کریں۔ اُن کی تربیت کریں۔ جماعت احمدیہ میں واعظین کا نظام ہے، مربّیان کا نظام ہے، مبلّغین کا نظام ہے، معلّمین کا نظام ہے، داعیان الی اللہ کا نظام ہے نیز انتظامی امور سے تعلق رکھنے والے عہدیداران بھی تفقّہ فی الدین کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”یعنی ایسے لوگ ہونے چاہئیں جو تفقہ فی الدین کریں یعنی جو دین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ہے اس میں تفقّہ کر سکیں۔ یہ نہیں کہ طوطے کی طرح یاد ہو اور اس میں غور و فکر کی مطلق عادت اور مذاق ہی نہ ہو۔ اس سے وہ غرض حاصل نہیں ہو سکتی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے... لیکن چونکہ سب کے سب ایسے نہیں ہو سکتے اس لیے یہ نہیں فرمایا کہ سب سے سب ایسے ہو جائیں بلکہ یہ فرمایا کہ ہر جماعت اور گروہ میں سے ایک ایک آدمی ہو اور گویا ایک جماعت ایسے لوگوں کی ہونی چاہیے جو تبلیغ اور اشاعت کا کام کر سکیں۔ اس لیے بھی ہر شخص ایسی طبیعت اور مذاق کا نہیں ہوتا۔“

(الحکم جلد 10 نمبر 2 مورخہ 17 جنوری 1906ء صفحہ 4)

پھر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچّے دین کی اشاعت کریں اور اس ہلاک کرنے والے شرک اور کفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے، لوگوں کو بچا لیں... اور اسی تبلیغ میں زندگی ختم کر دیں خواہ مارے ہی جاویں۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 90)

سامعین! چونکہ تقاریر میں ان اعداد اور ہندسوں کے ذکر میں تربیتی امور کو مدّ نظر رکھا جا رہا ہے۔ اس فارمولے کے تحت کَآفَّۃ کے حوالے سے سورۃ البقرۃ آیت 208 کا حوالہ دیتے ہیں۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے مومنو! تم تمام کے تمام فرمانبرداری کے دائرہ میں آجاؤ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

”اے مومنو! تم سارے کے سارے پورے طور پر اسلام میں داخل ہو جاؤ اور اس کی اطاعت کا جوا اپنی گردوں پر کامل طور پر رکھ لو۔ یا اے مسلمانو! تم اطاعت اور فرمانبرداری کی ساری راہیں اختیار کرو اور کوئی بھی حکم ترک نہ کرو۔ اِس آیت میں کَآفَّۃً اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کا بھی حال ہو سکتا ہے اور اَلسِّلْمِ کا بھی۔ پہلی صورت میں اس کے یہ معنے ہیں کہ تم سب کے سب اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ یعنی تمہارا کوئی فرد بھی ایسا نہیں ہونا چاہیے جو اطاعت اور فرمانبرداری کے مقام پر کھڑا نہ ہو۔ یا جس میں بغاوت اور نشوز کے آثار پائے جاتے ہوں۔ دوسری صورت میں اس کے معنے یہ ہیں کہ تم پورے کا پورا اسلام قبول کرو۔ یعنی اس کا کوئی حکم ایسا نہ ہو جس پر تمہارا عمل نہ ہو۔ یہ قربانی ہے جو اللہ تعالیٰ ہر مؤمن سے چاہتا ہے کہ انسان اپنی تمام آرزوؤں، تمام خواہشوں اور تمام اُمنگوں کو خدا تعالیٰ کے لیے قربان کر دے۔“

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 456)

سامعین! غیر معیّن مدّت، وقت اور زمانہ کے لیے ایک لفظ جو قرآن شریف میں استعمال ہوا ہے وہ ”مُّخْتَلِفٌ“ ہے۔ یہ لفظ اللہ تعالیٰ نے 10 جگہوں پر استعمال فرمایا ہے۔ اُن میں سے ایک سورۃ النحل آیت 70 میں ہوا ہے۔ جہاں شہد کی مکھیوں کے کئی رنگوں کے شہد بنانے کے متعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ

یعنی اِن مکھیوں کے پیٹوں سے تمہارے پینے کی ایک چیز نکلتی ہے جو مختلف رنگوں کی ہوتی ہے اور اس میں لوگوں کے لئے شفا کی خاصیّت رکھی گئی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے ”مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ“ کی تشریح میں لکھا ہے:

”عربوں نے 400 قسم شہد کی معلوم کی ہیں کیونکہ اس کے لیے زبان عربی میں 400 مختلف نام ہیں۔“

(حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 489)

پھر مُّخْتَلِفٌ کا لفظ دوبار سورۃ فاطر آیت 28 میں استعمال ہوا ہے۔

ترجمہ: ”کیا تُو نے نہیں دیکھا کہ اللہ آسمان سے پانی اُتارتا ہے۔ پھر ہم طرح طرح کے پھل اس سے پیدا کرتے ہیں جن کے رنگ الگ الگ ہیں اور پہاڑوں میں بعض سفید ٹکڑے ہیں اور بعض سرخ ہیں ان کے رنگ جدا جدا ہیں اور کالے سیاہ رنگوں والے بھی ہیں۔“

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے اِس آیت میں بیان دو دفعہ مُّخْتَلِفٌ کی لازوال تشریح فرمائی ہے جو اولاد کی تعلیم و تربیت اور اصلاح کے لیے ایک بنیاد کا کردار ادا کرتا ہے۔

آپؓ فرماتے ہیں:

"باپ کے تقریباً ایک برس کے خیالات کا اثر نطفہ میں پڑتا ہے۔ پھر وہ ماں کے پیٹ میں جاتا ہے تو ماں کے اور اُس کے گھر میں آنے جانے والوں کا اثر پڑتا ہے۔ پھر ہم صحبتوں، ہم نشینوں، دعائیں کرنے والوں و غیر مسلموں کا اثر ساتھ ساتھ ہوتا ہے۔ 18 برس تک۔

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً: یہی حال وحی کا ہے۔

ثَمَرٰتٍ: کھجور، انگور 120 قسم کے ہوتے ہیں۔ جس طرح پانی ایک ہی ہے مگر بیجوں اور زمینوں کے لحاظ سے مختلف ثمرات پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح خدا کی پاک وحی (قرآن) کا اثر بھی مختلف طبائع پر مختلف ہوتا ہے۔

وَمِنَ الْجِبَالِ: پہاڑ میں مختلف قسم کی پیداوار ہے۔ کہیں ہیرا، کہیں کنکر، اسی طرح قرآن سننے والوں کے کئی رنگ ہیں۔"

(حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 449)

سامعین! اللہ تعالیٰ نے مُّخْتَلِفٌ کے لفظ کو اَلْوَانُهٗ کے لفظ کے ساتھ بار بار استعمال فرمایا ہے۔ جو خود اپنی ذات میں جمع کا صیغہ ہے۔ اس لحاظ سے مُّخْتَلِفٌ کے معنی بھی انگنت ہوں گے۔

اَكْثَرُهُمْ:

اَكْثَرُ کا لفظ بھی قرآن کریم میں غیر معیّن گنتی کے لیے کثرت سے استعمال ہوا ہے۔ جیسے اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (یوسف: 69) اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ (یونس: 61) اس طرح ذَوَا، ذَوَاتَا، ذَوَاتَيْ کے الفاظ بھی دو افراد کے لئے استعمال ہوتے ہیں جیسے ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ (المائدہ: 96) دو عدل کرنے والے۔ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ (الرحمٰن: 49)۔ دو جنتیں بہت سی ٹہنیوں والی ہوں گی۔

نیز عَدَدَ، عِدَّةً، مَعْدُوْدَةً، مَعْدُوْدٍ اور مَعْدُوْدَاتٍ کے الفاظ بھی قرآن کریم میں متعدّد بار استعمال ہوئے ہیں۔

جیسے اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ (البقرۃ: 185) سِنِيْنَ عَدَدًا (کہف: 12)

غیر معیّن ہندسوں میں سے یوم، مأۃ، عام اور سنین کا ذکر ہم سابقہ تقاریر میں کر آئے ہیں۔ تاہم مرّہ، مرّتین اور مرّات کا ذکر کر کے اس سلسلہ کی آخری تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اَوَّلَ مَرَّةٍ (الانعام: 95-111) کے الفاظ مختلف مقامات پر استعمال فرمائے ہیں۔ اگر اَوَّلَ مَرَّةٍ ہے تو اس کے بعد بھی دوسرا مَرَّةً ہو گا۔ پھر فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ (الانفال: 58) اور پھر ثَلٰثَ مَرّٰتٍ (النور: 59)۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جماعت سے بھی یہ توقع رکھتے تھے اور یہ تعلیم دیتے تھے کہ قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سچا عشق اور محبت قائم ہو۔ اِسی لئے شرائطِ بیعت میں قرآن کریم کی تعلیم اپنے پر لاگو کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیجنے کی طرف آپ نے خاص توجہ دلائی ہے۔ ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں: "اور تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دینگے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدّم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدّم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کیلئے رُوئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم۔"

(خطبات مسرور جلد 5 صفحہ 116-117)

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)